

# جمال القرآن مکمل

مع حاشیہ

## زینت الفرقان

مصنفہ

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی

## ابتدائیہ

### بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

بعد الحمد والصلوة یہ چند اوراق ہیں ضروریات تجوید میں مسٹی بہ جمال القرآن اور اس کے مضامین کو ملقب بہ لمعات کیا جاوے گا محی مکر می مولوی حکیم محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسہ قدوسیہ گنگوہ کی فرمائش پر کتب معتبرہ سے خصوص رسالہ ہدیۃ الوحید مؤلفہ قاری مولوی عبد الوحید صاحب مدرس اول درجہ قرأت مدرسہ عالیہ دیوبند سے ملقظ کر کے بہت آسان عبارت میں جس کو مبتدی بھی سمجھ لیں لکھا گیا ہے اور کہیں کہیں قرأت کے دوسرے رسالوں سے بھی کچھ لکھا گیا ہے وہاں ان رسالوں کا نام لکھ دیا ہے اور کہیں اپنی یادداشت سے کچھ لکھا ہے وہاں کوئی نشان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بس جہاں کسی کتاب کا نام نہ ہو وہ یا تو ہدیۃ الوحید کا مضمون ہے اگر اس میں موجود ہو ورنہ احقر کا مضمون ہے۔

وباللہ التوفیق وهو خیر عون وخیر رفیق -

کتبہ اشرف علی تھانوی ادہمی حنفی چشتی عفی عنہ

مشورہ مفید: اول اس رسالہ کو خوب سمجھا کر پڑھا دیں۔ اور ہر شے کی تعریف اور مخارج و صفات وغیرہ خوب یاد کرادیں۔ اس کے بعد رسالہ تجوید القرآن نظم حفظ کرادیا جائے اور اگر فرصت کم ہو تو رسالہ حق القرآن یاد کرادیا جاوے۔

فقط -

کتبہ اشرف علی تھانوی عفی عنہ

## تمہید جمال القرآن

بعد الحمد والصلوة عرض ہے کہ اگرچہ رسالہ جمال القرآن اس سے پیشتر مطبع بلال ساڈھورہ و مطبع احمدی لکھنؤ و مطبع انتظامی کانپور وغیرہ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے مگر بوجہ عدم تکمیل بعض مضامین و عدم اہتمام تصحیح اس کے لئے

جمال القرآن مکمل حواشی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ احقر ۳ نے اس کے مضامین کی توضیح مع حاشیہ زینت الفرقان

و تکمیل اور اغلاط کی تصحیح کے لئے حواشی لکھے تھے لیکن چونکہ عموماً حواشی کی طرف التفات کم ہوتا ہے اور اس صورت میں معتد بہ نفع کی توقع بہت کم تھی اس لئے حسب ایماء و ارشاد حضرت مؤلف علامہ مدنیو ضہم اس نااہل نے ان حواشی میں سے جو مضامین نہایت ضروری ادا کے متعلق تھے ان کو رسالہ کا جزو بنادیا۔ اور جو مضامین بطور دلائل و توضیح کے تھے ان کو حواشی میں رکھ کر حضرت موصوف کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کر دیا۔ حضرت ممدوح نے تصدیق و تحسین فرما کر طبع و اشاعت کی اجازت عطا فرمادی اور تکمیل مضامین کی مناسبت سے اب اس رسالہ کا لقب جمال القرآن مکمل تجویز فرمادیا۔ اگر ناظرین باقتضائے بشریت کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس نااہل کی کم فہمی پر محمول فرما کر متنبہ فرمادیں۔ بعد تحقیق اس سے رجوع کر کے انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کر دی جاوے گی۔ اور اگر کسی کو اصل عبارت (جو کہ تغیر و تبدل و اضافہ سے پہلے تھی) دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ مطابق مذکور کے مطبوعہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ والسلام

ہر کہ خواند دعاء طمع دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم

کتبہ احقر محمد یامین عفی عنہ

=====

## تجوید کی تعریف

پہلا لمحہ: تجوید کہتے ہیں ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور اس کی صفات کو ادا کرنا، اور اس علم کی حقیقت اسی قدر ہے اور مخارج اور صفات آگے آویں گے چوتھے اور پانچویں لمحہ میں۔

## تجوید کی ضرورت

دوسرا لمحہ: تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا نایاب قاعدہ پڑھنا لحن کہلاتا ہے اور یہ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا جیسے الحمد کی جگہ الحمد پڑھ دیا۔ ث کی جگہ س پڑھ دیا یا ح کی جگہ ہ پڑھ دی یا ذ کی جگہ ز پڑھ دی یا ص کی جگہ س پڑھ دیا، یا ض کی جگہ ذ یا ظ پڑھ دی یا ظ کی جگہ ز پڑھ دی یا ع کی جگہ ہمزہ پڑھ دیا، اور ایسی غلطیوں میں اچھے خاصے لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں۔ یا کسی حرف کو بڑھادیا جیسے الْحَمْدُ لِلّٰہ میں دال کے پیش کو اوروۃ کے زیر کو اس طرح کھینچ کر پڑھا الْحَمْدُ لِلّٰہی یا کسی حرف کو گھٹادیا جیسے لَمْ یُولَدْ میں واؤ کو ظاہر نہ کیا اس طرح

جمال القرآن مکمل پڑھا لے یلدا یاز برزیر پیش جزم<sup>۴</sup> میں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ مع حاشیہ زینت الفرقان دیا  
جیسے آیات کے کاف کا زیر پڑھ دیا یا اھد نائیں سے پہلے اس طرح زیر پڑھ دیا اھدنا

یا اَنْعَمْتَ کی میم پر اس طرح حرکت پڑھ دی اَنْعَمْتَ یا اور اسی طرح سے کچھ پڑھ دیا۔ ان غلطیوں کو لُحْن جلی کہتے ہیں اور یہ حرام ہے (حقیقۃ التجوید) اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز جاتی رہتی ہے۔ اور دوسری قسم یہ کہ ایسی غلطی تو نہیں کی لیکن حرفوں کے حسین ہونے کے جو قاعدے مقرر ہیں ان کے خلاف پڑھا جیسے ر پر جب زیر یا پیش ہوتا ہے اس کو پُر یعنی منہ بھر کر پڑھا جاتا ہے جیسے اَصْرَ ا ط کی راء جیسا آٹھویں لمحہ میں آوے گا مگر اس نے باریک پڑھ دیا اس کو لُحْن خفی کہتے ہیں۔ یہ غلطی پہلی غلطی سے ہلکی ہے یعنی مکروہ ہے (حقیقۃ التجوید) لیکن بچنا اس سے بھی ضروری ہے۔

## آداب تلاوت

تیسرا لمحہ: قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم ط پڑھنا ضروری ہے۔ ۱۔ ۲۔  
جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے کما فی بعض شروح الشاطبیۃ ۱۲ زیۃ الفرقان) اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورت سے شروع کرے تو بسم اللہ ضروری ہے۔ اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت بیچ میں شروع ہوگئی تب بھی بسم اللہ ضروری ہے۔ مگر اس دوسری صورت میں سورۃ برآۃ کے شروع میں نہ پڑھے۔ اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ پہلی صورت میں بھی سورۃ برآۃ پر بسم اللہ نہ پڑھے۔ اور اگر کسی سورت کے بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے۔ ضروری نہیں لیکن اعوذ اس حالت میں بھی ضروری ہے۔

## مخارج حروف

تیسرا لمحہ: جن موقعوں سے حروف ۲ (۲ جمع حرف ویرید حرف الجاء لاحرف المعنی وہو صوت معتمد علی مقطع محقق ومقدرو مختص بالالسان وضعاً کما فی شرح الجزرینۃ زیۃ الفرقان سچا نچہ کتاب النشر صفحہ ۴۶۳ میں ہے لاخلاف فی حذف البسملة بین الافعال وبرآۃ عن کل من کل بین السورتین وکذا فی ابتداء برآۃ علی الصحیح عند اہل الاداء ۱۲ ابن ضیاء محبت الدین احمد مدرس مدرسہ سبحانیہ الدہ آباد) ادا ہوتے ہیں ان کو مخارج کہتے ہیں اور یہ مخارج سترہ (۱۷) ہیں۔

(مخرج ۱) جوفِ دہن یعنی منہ کے اندر کا خلا اس سے یہ حروف نکلتے ہیں۔ واؤ جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے المغضوب یا جب کہ ساکن ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے نستعین الف جب کہ ساکن بے جھٹکے ہو اور اس سے پہلے زبر ہو جیسے صراط اور ساکن بے جھٹکے اس لئے کہا کہ زبر زیر پیش والا اور اسی طرح ساکن جھٹکے والا ہمزہ ہوتا ہے۔ اگرچہ ۱ (۱) متقدمین کی اصطلاح میں ہمزہ کو الف بھی کہتے ہیں کما فی فتح الباری لہذا ہمزہ کو الف کہنا غلط نہیں گو متاخرین کی اصطلاح کے خلاف ہے۔) عام لوگ اس کو بھی الف کہتے ہیں جیسے الحمد کے شروع میں جو الف ہے یا باس کے بیچ میں جو الف ہے یہ واقع میں ہمزہ ہے اور اس تمام کتاب میں ایسے دونوں الفوں کو ہمزہ ہی کہا جاوے گا یاد رکھنا۔ اور جس الف اور جس واؤ اور جس یا کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے انکو حرف مدّہ اور حروف ہوائیہ بھی کہتے ہیں پہلا نام اس لئے ہے کہ ان پر کبھی مد بھی ہوتا ہے۔ گیارہویں لمحہ کے بیان میں اس کا پورا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرا نام اس لئے ہے کہ یہ حروف ہوا ۲ (۲) ہوا سے ہونٹوں سے حلق تک کا خلا جوف مراد ہے، پر تمام ہوتے ہیں اور جس واؤ ساکن سے پہلے زبر ہو اسکو واؤ لین کہتے ہیں جیسے من خوف اور جس یا ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو یا لین کہتے ہیں جیسے والصیف پس واؤ لین اور واو متحرک کا مخرج آگے سولہویں مخرج کے بیان میں آوے گا اور یا متحرک کا مخرج آگے ساتویں مخرج کے بیان میں آوے گا۔

(مخرج ۲) اقصیٰ حلق یعنی حلق کا پچھلا حصہ سینہ کی طرف والا۔ اس سے یہ حروف نکلتے ہیں۔ ہمزہ اور ۲۔

(مخرج ۳) وسط حلق یعنی حلق کا درمیان والا حصہ، اس سے یہ حروف نکلتے ہیں ع اور ح بے نقطہ والے۔

(مخرج ۴) ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ غ اور خ نقطہ والے اور ان چھ حرفوں کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

(مخرج ۵) لہات ۱ (۱) (فتح اللام دہائے ہوز و آخر فوقانی گوشت پارہ کہ شبیہ بزبان باشد واؤ در انتہائے کام آوینتہ است کما فی حاشیہ منتخب النفاس ۱۲) یعنی کوئے کے متصل زبان کی جڑ جب کہ اوپر کے تالو سے نکل کر کھاوے اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔

جمال القرآن مکمل  
(مخرج ۶) قاف کے مخرج ۶ کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا  
مع حاشیہ زینت الفرقان  
نیچے  
ہٹ کر اور اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں حرفوں کو لہائیہ کہتے ہیں۔

(مخرج ۷) وسط زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو ہے، اور اس سے یہ حرف ادا ہوتے ہیں۔ ج۔ ش۔ ۲ (۲) ان کا مجموعہ جیش ہے (۱۲ زینۃ الفرقان) کی جبکہ مدہ نہ ہو۔ یعنی یائے متحرک اور یائے لین اور مدہ اور لین کے معنی مخرج (۱) کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کو حروف شجر یہ (۳) لڑ و جھامن شجر الفوسکون الحیم و مفتح مابین الحسین ۱۲ حقیقۃ التجوید کہتے ہیں۔

(ف) آگے جو مخارج آتے ہیں ان میں بعضے دانتوں کے نام عربی میں آویں گے اس واسطے پہلے ان کے معنی بتلائے دیتا ہوں ان کو خوب یاد کر لیں۔ تاکہ آگے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

جاننا چاہیے کہ بتیس میں سے سامنے کے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔ دو اوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو نیچے والوں کو ثنایا سفلی اور ان ثنایا کے پہلو میں چار دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو رباعیات (۱) یعنی اوپر کی جانب ایک دانت دہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب ہے اور اسی طرح نیچے کی جانب دو دانت ہیں زینۃ الفرقان) اور قواطع کہتے ہیں۔ پھر ان رباعیات سے ملے ہوئے چار دانت نوکدار ہیں، ان کو انیاب (۲) انیاب وضواحک میں بھی وہی تفصیل ہے جو حاشیہ میں گزری ہے۔ ۱۲ زینۃ الفرقان) اور کو اسر کہتے ہیں پھر ان انیاب کے پاس چار دانت ہوتے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ پھر ان ضواحک کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں۔ یعنی تین اوپر دہنی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اور تین نیچے دہنی طرف اور تین نیچے بائیں طرف۔ ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان طواحن کے بغل میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور ہوتا ہے جن کو نواجذ (۳) پس کل نواجذ چار ہوئے ۱۲ زینۃ الفرقان) کہتے ہیں اور ان سب ضواحک اور طواحن اور نواجذ کو اضراس کہتے ہیں جن کو اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں۔ یاد کی آسانی کے لئے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کر دیا ہے وہ نظم یہ ہے۔

ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دودو  
کہ کہتے ہیں ان کے بازو میں دودو  
نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دودو

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو  
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس  
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ

(مخرج ۸) ض کا ہے اور وہ حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ دہنی یا بائیں سے نکلتا ہے۔ جب کہ اضراس علیا یعنی اوپر کی ڈاڑھ کی جڑھ سے لگا دیں اور بائیں طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔ مگر بہت مشکل ہے اور اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں اور اس حرف میں اکثر لوگ بہت غلطی کرتے ہیں اس لئے کسی مشاق قاری سے اس کی مشق کرنا ضروری ہے۔ اس حرف کو دال پُر یا باریک یا دال کے مشابہ جیسا کہ آجکل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خالی طاء پڑھنا بھی غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پر نرمی کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کر کے ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں طاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔ علم تجوید و قرأت کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔ علم تجوید و قرأت کی کتابوں میں تصریح مذکور ہے کہ طاء معجمہ کی طرح ضاء معجمہ حروف رخوہ میں سے ہے جن کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ آواز برابر جاری رہتی ہے اور دال مہملہ حروف شدیدہ میں داخل ہے جن کے ادا کرنے میں آواز بند ہو جاتی ہے۔ پس اگر ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھا جاوے گا تو ضاد رخوہ نہ رہے گا بلکہ دال کی طرح شدیدہ ہو کر آواز کا سلسلہ بند ہو جاوے گا حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ ضاد شدیدہ ہرگز نہیں بلکہ طاء کی طرح رخوہ ہے۔ پس جس طرح کہ طاء کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اسی طرح ضاد کے ادا کرنے میں بھی آواز برابر جاری رہنا چاہیے۔ نیز صفت رخوت کے علاوہ ضاد معجمہ دیگر صفات میں طاء کے ساتھ شریک ہے۔ صرف ایک صفت استطالت میں طاء سے ممتاز ہے۔ اگر ضاد میں استطالت نہ ہوتی تو ضاد اور طاء میں کوئی فرق نہ ہوتا اور دال سے تمام صفات میں متمایز ہے بجز ایک صفت جہر کے پس عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ جن دو حرفوں میں وجوہ اشتراک زیادہ ہوں وہ متشابہ فی الصوت ہوں گے یا جن میں وجوہ امتیاز زیادہ ہوں وہ باہم متشابہ ہوں گے اور انھوں نے یہ کہ تجوید و قرأت وفقہ و تفسیر وغیرہ کی اکثر معتبر کتابوں سے ضاد کا مشابہ طاء ہونا ثابت ہوتا ہے اس جگہ سب روایات کو نقل کرنے سے خوفِ تطویل مانع ہے اور جو لوگ ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھتے ہیں ان کے پاس کسی معتبر کتاب کی ایک روایت بھی ہے اور باقی جو لچر بیان کرتے ہیں مثلاً کسی بڑے عالم کا پڑھنا یا فقہاء کا ضاد کی جگہ طاء پڑھنے سے منع کرنا یا عمومِ بلوئی اور اسی طرح کے دوسرے تمام شبہات کا جواب مع دلائل اثبات مشابہ بین الضاد و اطاء رسالہ الاقتصاد فی الضاد مصنفہ جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہ، تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب میں مفصل مذکور ہے جس کو مطلوب ہو اس کو دیکھ لے یہاں پر اس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ۱۲

محمد یامین عفی عنہ

(مخرج ۹) لام کا ہے کہ زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ۔ جب ثنایا اور رباعی اور ناب اور ضاحک کے مسوڑھوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ہو کر ٹکڑا کھاوے۔ خواہ دہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور دہنی طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔

(مخرج ۱۰) نون کا ہے اور وہ بھی زبان کا کنارہ ہے۔ مگر لام کے مخرج سے کم ہو کر یعنی ضاحک کو اس میں دخل



(مخرج ۱۱) آراء کا ہے اور وہ نون کے قریب ہے مگر اس میں پشت زبان کو بھی دخل ہے۔ ان تینوں حرفوں کو یعنی لام اور نون اور راء کو طریفہ اور ذلقیہ ۱ (۱) الخرو جہا من ذلق اللسان بفتحتین طرف زبان اے طرفہ (حقیقۃ التجوید) ۱۲ منہ بھی کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۲) طاء اور دال اور تاء کا ہے یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ اور ان تینوں حرفوں کو قطعہ ۲ (۲) نطق بالکسرو فتح الطاء کام شکلبائے کام وفادرون دہن کذانی الممتب وقولہ من التک الاعلیٰ بیان لقولہ من نطق الغار ۱۲ زینت (۲) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۳) ظاء اور ذال اور ثاء کا ہے اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا ہے۔ اور ان تینوں حرفوں کو لثویہ ۳ (۳) بالکسرو فتح ثانی وداؤ کسورویائے مشددہ مفتوحہ زینت الفرقان (۳) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۴) صاد اور زاء اور سین کا ہے اور یہ زبان کا سرا اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے ہے۔ اور انکو حروف صغیر ۴ (۴) صغیر مرغ یعنی چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان حروف کی آواز مشابہ اس آواز کے ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو حروف صغیر کہتے ہیں کمافی نوادر الوصول ۱۲ زینت (۴) کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۵) فاء کا ہے اور یہ نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔

(مخرج ۱۶) دونوں ہونٹ ہیں۔ اور ان سے یہ دونوں حروف ادا ہوتے ہیں۔ باء اور میم اور واؤ جبکہ مدّہ نہ ہوں۔ یعنی واؤ متحرک اور واؤ لین اور مدّہ اور لین کے مخرج نمبر ۱ کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ان تینوں میں اتنا فرق ہے کہ باء ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے اس لئے اس کو بحری کہتے ہیں اور میم ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے۔ اس لئے اس کو بری کہتے ہیں اور واؤ دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے نکلتا ہے۔ فاء کو اور ان تینوں حرفوں کو شفویہ ۱ (۱) بفتحتین وکسر سوم دبائے مشددہ مفتوحہ وقال فی الصراح والحروف الشفویۃ الباء والفاء والمیم ولا تقل شفویۃ ونی الرضی شرح الشافیۃ شفویۃ اور شفویۃ فقط وہو التصحیح عندی فان لام الشفویۃ باء کمافی الصراح والقاموس ۱۲ زینت (۱) کہتے ہیں۔



(مخرج ۱) خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے۔ اس سے غنہ نکلتا ہے۔ غنہ کا بیان آگے نویں دسویں لمعہ میں نون اور میم کے قاعدوں میں انشاء اللہ آوے گا۔

اور جاننا چاہیے کہ ہر حرف کے مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس حرف ۲ (۲) اس میں یہ شرط ہے کہ یہ حرف صحیح طور سے ادا کیا جاوے۔ سو جب اس طریق سے مخرج معلوم ہوگا کافی شرح الجزریہ ۱۲ زینتہ) کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لے آوے جس جگہ آواز ختم ہو وہی اس کا مخرج ہے۔

## صفاتِ حروف

پانچواں لمحہ: جن کیفیتوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کیفیتوں کو صفات کہتے ہیں اور وہ دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حروف ہی نہ رہے ایسی صفت کو ذاتیہ اور لازمہ اور میّزہ اور مقومہ کہتے ہیں۔ اور ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو حرف تو وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت نہ رہے۔ اور ایسی صفت کو محسنہ مزینہ تخلیہ ۳ (۳) وجہ التسمیہ بہ ان هذه الصفات فی الحروف تکنون لخصوص لكل دون محل اخر ۱۲ منہ) عارضیہ کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی صفات سترہ ہیں۔ (۱) همس ۴ (۴) بالفتح نرم کدن آواز و آواز نرم ۱۲ زینتہ۔ یعنی وہ صفت لازمہ جو مشتبہ الصوت یا متحد فی المخرج حروف میں امتیاز دینے والی ہو اور جن صفات لازمہ سے امتیاز نہ ہو ان کو صفت لازمہ غیر میّزہ کہتے ہیں ۱۲ ابن ضیاء) اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو ہموسہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو اور ایسے حروف دس ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فحشا (۱) ترجمہ اش این است پس ترغیب داوار شخصیکہ ساکت ۱۲ منہ) شخص سکت۔

(۲) جہر۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مجہورہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جاوے۔ اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو اور ہموسہ کے سوا باقی سب حروف مجہورہ ہیں اور جہر اور همس دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۳) شدت۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو شدیدہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ

جمال القرآن مکمل ان حروف کے ادا کرتے وقت ۱۰ آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت مع حاشیہ زینت الفرقان کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جاوے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو اور ایسے حروف آٹھ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے۔  
اَجْدُک قَطْبَتْ ۲ ۳ (۲ ترجمہ اش این ست می یام ترا کہ ترش روئی کردی ۱۲ منہ ۳ من ضرب ۱۲ زینت)

(۴) رخوت ۴ (۴ بالکسرست شدن کمانی ص ۱۲ زینت)؛ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو رخوہ (۵) سہلہ مسترسلہ کمانی (۱۲ زینت) کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو اور شدیدہ اور متوسطہ کے سوا باقی سب حروف رخوہ ہیں اور متوسط کا بیان ابھی آتا ہے۔ اور ہمیں اور جہر کی طرح شدت اور رخوت بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اور ان دونوں صفتوں کے درمیان ایک اور ہے۔

توسط:۔ اور جن دو حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو متوسطہ اور بینہ کہتے ہیں مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ آواز اس میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری جاری ہو (حقیقت التجوید) اور ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے لَن عُمُرُ (۱ ترجمہ اش این ست۔ نرم شوائے عمر ۱۲ منہ) اور اس توسط کو الگ صفت نہیں گنا جاتا۔ کیونکہ اس میں کچھ شدت کچھ رخوت ہے۔ پس یہ ان دونوں سے الگ نہ ہوئی اور اس مقام پر ایک شبہ ہے وہ یہ کہ حرف تاء اور کاف کو مہموسہ میں سے بھی شمار کیا ہے حالانکہ ان میں آواز بند ہو جاتی ہے اور اسی واسطے ان کو شدیدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حروف میں ہمیں ضعیف ہے اور شدت قوی ہے سوشدت ۲ (۲ فی جہد المقل والشدید المہوس حرفان الکاف والتاء فیصد صوتہما بالکلیہ بل نفسہما ایضاً لان حقیقتہ الصوت ہی النفس ثم تفتح مخرجہما ویجری فیہما نفس کثیر مع صوت ضعیف لیصل الہمس وفیہ المشدہ فی آن والہمس فی زمان آخر و زاد فی حقیقتہ التجوید فالہمس فی زمان بعد آن آہ و فیہما ہذا باب تخیر فیہ الالباب آہ منہ) کے قوی ہونے سے تو آواز بند ہو جاتی ہے لیکن کسی قدر ہمیں ہونے سے بعد بند ہونے کے کچھ تھوڑا سا سانس بھی جاری ہوتا ہے مگر اس سانس کے جاری ہونے میں یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ آواز جاری نہ ہو کیونکہ اگر آواز جاری کی جاوے گی تو کاف و تاء شدیدہ نہ رہیں گے کیونکہ رخوہ ہو جاویں گے اور دوسرے اس میں ہاء کی آواز پیدا ہو کر غلط ہو جاوے گا۔ ۳ (۳ بعض لوگ کاف و تاء میں سانس کے جاری میں اس قدر مبالغہ و غلو کرتے ہیں کہ صفت شدت زائل ہو کر ہاء ہوز کی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور کاف و تاء مخلوط باہاء ہو جاتے ہیں۔ اَبْتَرُ کَوَابِتْھَرُ اور تَقَلَّتْ کَوْتَقَلَّتْھُ اور کَنَّا کَوْتَقَلَّتْھُ اور ذَکَرَ کَوْتَقَلَّتْھُ کچھ پڑھتے ہیں۔ اور یہ سراسر غلط اور بے اصلہ اور تمام کتب تجوید و قرأت اور اداء تحقیق قراء کے خلاف ہے بلکہ کتاب النشر علامہ جزری اور مخ الفکر، ملا علی قاری اور ”تحفہ نذریہ“ حضرت قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی سے اس کی تردید و تعلیل ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی مفصل تحقیق میں مع جواب شبہات و توجیہ و مطلب عبارت جہد المقل رسالہ ضیاء الشمس فی اول الہمس مؤلفہ احقر میں مع تصدیق حضرت مولانا تھانوی مدنیوہم و دیگر اساتذہ فن مذکور ہے فانظر فیہا ان شئت ۱۲ محمد یامین غنی عنہ۔)

(۵) استعلاء اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مستعلیہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان

جمال القرآن مکمل حروف کے ادا کرتے وقت ہمیشہ ۱۱ جر زبان کی اوپر کے تالو کی طرف مع حاشیہ زینت الفرقان اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حرف موٹے ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے حروف سات ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے۔ نَھْصْ (۱ ترجمہ اش این ست کہ در کا ڈہ تنگ وقت حرارت مقیم باش ۱۲ منہ وخص بالضم وتشدید صا دخانہ نے کمافی ۱۲ زینۃ الفرقان) ضغط ۲ (۲ بالفتح تنگ کردن کمافی م۔ فہو مصدر بمعنی اسم مفعول ۱۲ منہ زینۃ الفرقان) قطع ۳ (۳ بالکسر قظ امر من القیظ بکرم مقیم بودن بجائے من ضرب کمافی صراح ۱۲ منہ زینۃ الفرقان)

(۶) استقلال ۴ (۴ بقیض اعتلا کمافی تاج المصادر و اعتلاء بلند شدن و جاء متعد یا ایضاً کمافی ص و فی شرح الجزیریۃ) اور جن حروف میں یہ صفات پائی جاویں ان کو مستقلہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی جر اوپر کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی۔ جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں اور مستعیلہ کے سوا باقی سب حروف مستقلہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں استعلاء اور استقلال بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۷) اطباق اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مطبقہ ۵ (۵ بکسر باد فتح آں کمافی نوادر الوصول و ذکر فی الصراح الثانی فقط و ملصق بفتح صا و بکسر آں لازم و متعدی آمدہ کمافی الغنیۃ ۱۲ زینۃ) کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے ملصق ہو جاتا ہے یعنی لپٹ جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔

(۸) انفتاح اور جن حروف میں یہ صفت ہو ان کو منفتحہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔ خواہ زبان کی جر تالو سے لگ جاوے جیسے قاف میں لگ جاتی ہے۔ خواہ نہ لگے (جہد المقل مع الشرح) اور مطبقہ کے سوا سب حروف منفتحہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں اطباق و انفتاح بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۹) اذلاق اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ ۲ (۲ مذلقہ اسم المفعول) کہتے ہیں اور مطلب ۳ (۳ ذلاقت لغت میں عبارت ہے فصاحت اور خفت کلام سے اور چونکہ یہ حروف سبکی اور سرعت سے ادا ہوتے ہیں اس لئے اس کو مذلقہ کہا جاتا ہے کمافی الصراح وغیرہ ۱۲ زینۃ) اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں اور ایسے حروف چھ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فَرَّ مِنْ کَلْبٍ (۴ ترجمہ این ست گریخت از عقل ۱۲ منہ) یعنی ان میں جو حروف شفویہ ہیں وہ ہونٹ کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں اور شفویہ کا مطلب مخرج نمبر ۱۶ میں گزرا ہے اور جو شفویہ نہیں وہ زبان کے کنارے سے ادا ہوتے ہیں (ورۃ الفرید للشیخ الدہلوی)

(۱۰) اصمات ۵ (۵) فی حقیقۃ التجوید الاصمات لغت مع مطلقاً واصلاحاً امتناع الکلمۃ الرباعیۃ والخماسیۃ من غیر حرف من المد لقتیۃ فی العسجد عجی اسم للذهب ولس بعربی (۱۲ منہ) اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مصمتہ ۶ (۶) بفتح میم ثانی کذانی نوادر الوصول ۱۲ ازینہ) کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ (۷) مصمتہ لغت میں بے خوف چیز کو کہتے ہیں پس الاحمال وہ ثقیل ہوگی اور یہ حروف بہ نسبت ذلتیہ کے ثقیل ہیں۔ کما فی نوادر الوصول اور باعتبار مضاعف ذلتیہ یہ قول مناسب ہے ۱۲ ازینہ۔ اللهم اغفر لاتیہ) کہ یہ حروف اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے اور مذلقہ کے سوا سب حروف مصمتہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں اذلاق واصمات بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں ان دس صفات کو صفات متضادہ کہتے ہیں کیونکہ ایک دوسرے کی ضد یعنی مقابل ہے جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے۔ آگے جو صفات آتی ہیں وہ غیر متضاد کہلاتی ہیں اور جاننا چاہیے کہ صفات متضادہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں رہتا۔ بلکہ جتنے حروف ہیں ہر حرف پر مقابل صفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صفت صادق آئے گی اور صفات غیر متضادہ بعض حروف میں ہوں گی بعض میں نہ ہوں گی۔ اور وہ صفات غیر متضادہ یہ ہیں۔

(۱۱) صغیر اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو صغیر یہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے اور ایسے حروف تین ہیں۔ ص۔ ز۔ س۔

(۱۲) قلقلہ (۱) در لغت عبارت سست از جنبش و حرکت کذانی نوادر الوصول ۱۲ ازینہ) اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ حالت سکون میں ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔ اور ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ ۲ (۲) مجموعہ ان کا اس شعر میں ہے۔ بآء وجیم و تاوآل وقاف کو جب ہو ساکن قلقلہ کر کے پڑھو ۱۲ منہ) جَدَّ ۳ (۳) یعنی مدار بزرگی ۱۲ منہ) ہے۔

(۱۳) لین ۴ (۴) بالکسر تری ضد خشونت ۱۲ منہ) ہے۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو حروف لین کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کو مخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکے اور ایسے حروف دو ہیں واؤ ساکن اور یائے ساکن جبکہ ان سے پہلے والے حرف پرفتح یعنی زبر ہو جیسے۔ خوف۔ صیف۔

(۱۴) انحراف۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو منحرف کہتے ہیں۔ اور وہ دو حروف ہیں۔ لام اور راء اور

جمال القرآن مکمل مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان ۱۳ کے ادا کے وقت لام میں تو زبان مع حاشیہ زینت الفرقان کے کنارہ کی طرف اور راء میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے موقع کی طرف میلان پایا جاوے (ورۃ الفرید)

(۱۵) تکریر۔ اور یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اس کے ادا کرنے کے وقت زبان میں ایک رعشہ یعنی لرزہ ہوتا ہے اس لئے اس وقت آواز میں تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس میں تکرار ظاہر کیا جاوے۔ بلکہ اس سے بچنا چاہیے۔ اگرچہ اس پر تشدید بھی ہو۔ کیونکہ وہ پھر بھی ایک ہی حرف ہے۔ کئی حرف تو نہیں ہیں۔ (ورۃ الفرید ملخصاً)

(۱۶) تفسی (۱) ہولغۃ الانتاب کذانی شرح الجزریۃ ۱۲ زینت) اور یہ صفت صرف شین کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے (ورۃ الفرید)

(۱۷) استطالت (۲) دراز شدن کمافی ۱۲ منہ) اور یہ صفت صرف ضاد کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں شروع مخرج سے آخر تک یعنی حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک آواز کو امتداد دیتا ہے یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے پورے مخرج میں آواز جاری رہنے سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔ (جہد المقل)

(فائدہ نمبر ۱) اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ سات صفت جو اخیر کی ہیں جن حروف میں یہ صفات نہ ہوں ان میں ان کی ضد ضرور ہوگی۔ مثلاً ض میں استطالت ہے تو باقی سب حروف میں عدم استطالت ہوگی۔ تو یہ دونوں ضد مل کر بھی سب کو شامل ہو گئیں۔ پھر صفات متضاد و غیر متضادہ میں کیا فرق رہا۔ جواب: اس کا یہ ہے کہ یہ تو صحیح ہے مگر صفات متضاد میں ہر صفت کی ضد کا کچھ نہ کچھ نام بھی تھا۔ اور ان دونوں ناموں میں سے ہر حرف پر کوئی نہ کوئی صادق آتا تھا اور چونکہ یہاں ضد کا نام نہیں۔ اس لئے اس ضد کے صادق کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ دونوں صفات میں یہ فرق ہوا۔

(فائدہ نمبر ۲) محض مخارج و صفات حروف کے دیکھ کر اپنے ادا کے صحیح ہونے کا یقین نہ کر بیٹھے۔ اس میں ماہر مشاق استاد کی ضرورت ہے۔ البتہ جب تک ایسا استاد میسر نہ ہو بالکل کوراہونے سے کتابوں ہی سے کام چلانا غنیمت ہے۔

(فائدہ نمبر ۳) اس لمعہ کے شروع میں صفت لازمہ ذاتیہ کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے۔ یہ حرف نہ رہنا کئی طرح ہے ایک یہ کہ دوسرا حرف ہو جاوے۔ ایک یہ کہ رہے تو وہی مگر اس میں کچھ کمی اور نقصان آ جاوے۔ ایک یہ کہ وہ کوئی عربی حرف نہ رہے۔ کوئی حرف مخترع ہو جاوے اور یہی حال ہے صحیح مخارج سے نہ نکالنے کا کہ کبھی دوسرا حرف ہو جاتا ہے کبھی اس حرف میں کچھ کمی ہو جاتی ہے کبھی بالکل ہی حرف مخترع بن جاتا ہے چونکہ ایسی غلطی سے بعض دفعہ نماز جاتی رہتی ہے اس لئے اگر ایسی غلطی ہو جاوے تو خاص اس موقع سے اطلاع دے کر کسی معتبر عالم سے مسئلہ پوچھ لینا ضروری ہے۔ اسی طرح زبر زیر یا گھٹاؤ بڑھاؤ کی غلطیوں کا یہی حکم ہے۔ جس کی مثالیں دوسرے لمعہ میں مذکور ہیں ان کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔

(فائدہ نمبر ۴) حروف کے مخارج اور صفات لازمہ میں کوتاہی ہونے سے جو غلطیاں ہوتی ہیں۔ فن تجوید کا اصلی مقصد ان ہی غلطیوں سے بچنا ہے۔ اسی واسطے مخارج اور صفات کا بیان سب قاعدوں سے مقدم کیا گیا ہے۔ اب آگے جو صفات محسنہ کے متعلق قاعدے آویں گے وہ اس مقصود مذکور سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ لیکن اب عام طور سے ان دوسرے درجہ کے قاعدوں کی رعایت اس اصلی مقصود سے زیادہ کی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان قاعدوں سے نغمہ خوشنما ہو جاتا ہے اور لوگ نغمہ ہی کا زیادہ خیال کرتے ہیں اور مخارج و صفات لازمہ کو نغمہ میں کوئی دخل نہیں اس لئے اس کی طرف توجہ کم کرتے ہیں۔

(فائدہ نمبر ۵) جس طرح یہ بے پرواہی کی بات ہے کہ تجوید میں کوشش نہ کرے اسی طرح یہ بھی زیادتی ہے کہ تھوڑے سے قاعدے یاد کر کے اپنے کو کامل سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر اور ان کی نماز کو فاسد جاننے لگے یا کسی کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھے۔ محقق عالموں نے عام مسلمانوں کے گنہگار (انگنہ گار نہ ہونا اور نماز کا درست ہونا اس صورت میں ہے جب کہ لحن جلی نہ ہو جیسا کہ دوسرے لمعہ کے مضمون سے مستفاد نہ ہو۔ ۱۲ زینت) ہونے کا اور ان کی نمازوں کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا۔ اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا ان علماء کا کام ہے جو قرأت کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر نظر رکھتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے لمعہ میں دیکھ لو۔



## صفات محسنہ محلیہ کے بیان میں

چھٹا لمعہ۔ جاننا چاہیے کہ یہ صفات سب حرفوں میں نہیں ہوتیں۔ صرف آٹھ حرف ہیں جن میں مختلف حالتوں میں مختلف صفات کی رعایت ہوتی ہے۔ وہ حروف یہ ہیں۔ ل۔ ر۔ م ساکن و مشدد و نون ساکن میں تنوین بھی داخل ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ لکھنے میں نون نہیں ہے مگر پڑھنے میں نون ہے جیسے بَ پر اگر دوز بر پڑھو تو ایسا ہوگا جیسے بن پڑھو۔ ا جس سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے۔ و ساکن جب کہ اس سے پہلے پیش یا زبر ہوئی ساکن جبکہ اس سے پہلے زیر یا زبر ہو۔ دیکھو لمعہ ۴ مخرج نمبر ۱، ۲ اور ۳ کی حقیقت مخرج اول میں بیان کی گئی ہے۔ پھر دیکھ لو اور ان حرفوں میں جو ایسی صفات ہوتی ہیں ان میں بعضی صفات تو خود استاد کے پڑھانے ہی سے ادا ہو جاتی ہیں۔ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً الف اور واو اور یا اور ہمزہ کا کہیں ثابت رہنا اور کہیں حذف ہو جانا صرف ان صفات کو بیان کیا جاتا ہے۔ جو پڑھانے سے سمجھ میں نہیں آئیں خود ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے پُر پڑھنا اور باریک پڑھنا۔ اور غنہ کرنا یا نہ کرنا اور مد کرنا یا نہ کرنا۔ اب ان آٹھوں حرفوں کے قاعدے الگ الگ مذکور ہوتے ہیں۔

## لام کے قاعدوں میں

ساتواں لمعہ۔ لفظ اللہ کا جو لام ہے اس سے پہلے اگر زبر والا یا پیش والا حرف ہو تو اس لام کو پُر کر کے پڑھیں گے۔ جیسے اَرَادَ اللہُ، رَفَعَهُ اللہُ۔ اور اس پُر کرنے کو تفخیم کہتے ہیں۔ اور اگر اس سے پہلے زیر والا حرف ہو تو اس لام کو باریک پڑھیں گے۔ جیسے بِسْمِ اللہِ اور اس باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے سوا جتنے لام ہیں سب باریک پڑھے جاویں گے جیسے مَا وَاللّٰہُ اور کُلُّہُ۔

(تنبیہ) اللّٰہُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے جو اَللّٰہُ میں ہے کیونکہ اس کے اول میں بھی لفظ اَللّٰہُ ہے۔

## راء کے قاعدوں میں

آٹھواں لمعہ (قاعدہ) اگر راء پر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو تفخیم سے یعنی پُر پڑھیں گے جیسے رَبَّکَ رَبَّہَا اگر راء پر زیر ہو تو



جمال القرآن مکمل اس کو ترفیق سے یعنی باریک ۱۶ پڑھیں گے جیسے رجال۔ مع حاشیہ زینت الفرقان

(تنبیہ) راء مشدودہ بھی ایک راء ہے پس خود اس کی حرکت کا اعتبار کر کے اس کو پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے سِرّ اکی راء کو پُر پڑھیں گے اور دُرّی کی راء کو باریک اور اس کو اگلے قاعدہ نمبر ۲ میں داخل نہ کہیں گے جیسے بعضے ناواقف اس کو دوراء سمجھتے ہیں۔ پہلی ساکن اور دوسری متحرک یہ غلطی ہے۔

قاعدہ ۲: اور اگر راء (۱) خواہ را کا سکون اصلی ہو یا عارضی جیسے زُمر پر وقف کریں تو راء کا سکون عارضی ہوگا اور راء پُر پڑھی جاوے گی۔ کیونکہ اس کے ماقبل ضمہ ہے ۱۲ قاری سید محمد یامین صاحب) ساکن ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو کہ اس پر کیا حرکت ہے۔ اگر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو پُر پڑھیں گے جیسے بَرَقٌ یُرْزَقُونَ اور اگر زیر ہے تو اس راء کو باریک پڑھیں گے۔ جیسے اَنْذِرْهُمْ لیکن ایسی راء کے باریک ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ ایک شرط یہ ہے کہ یہ کسرہ اصلی ہو عارضی نہ ہو کیونکہ اگر عارضی ہوگا تو پھر یہ راء باریک نہ ہوگی جیسے اِرْجِعُوا دیکھو راء ساکن بھی ہے اور اس سے پہلے حرف یعنی ہمزہ پر زیر بھی ہے مگر چونکہ یہ زیر عارضی (۲) لدفع تعذرا لابتداء بالسکون ۱۲ منہ) اس لئے اس راء کو پُر پڑھیں گے (۳) لان الاصل ۷ (والدلیل علیہ تاویۃ اهل اللسان لهذه الحروف كذلك قاله المؤلف العلام ۱۲ زینتہ) فی الراء تفحیم کمان الاصل فی اللام الرقیق ۱۲ منہ) ہے لیکن بدول عربی پڑھے ہوئے اس کی پہچان نہیں ہو سکتی کہ کسرہ یعنی زیر اصلی کہاں ہے اور عارضی کہاں ہے جہاں جہاں شبہ ہو کسی عربی پڑھے ہوئے سے پوچھ کر اس قاعدے پر عمل کرے۔ دوسری شرط (۱) وبعضهم عبر عن هذا الشرط بان تكون الكسرة متصلة بالراء وبعضهم كجهد المقل بان تكون الكسرة متصلة بالراء فی کلمتہ واحدة وبعضهم اکتفی بكون الكسرة غیر عارضه والکل عبارات عن المعنون ۱۲ منہ) یہ ہے کہ یہ کسرہ اور یہ راء دونوں ایک کلمہ میں ہوں اگر دو کلمے میں ہوں گے تو بھی راء باریک نہ ہوگی جیسے رَبِّ اَرْجِعُونِ اَمْ اَرْتَابُوا (درۃ الفرید)

اور اس شرط کا پہچاننا بہ نسبت پہلی شرط کے آسان ہے کیونکہ کلموں کا ایک یا دو ہونا اکثر ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر راء کو پُر پڑھیں گے اور ایسے حرف سات ہیں جن کا بیان پانچویں لمعہ کے نمبر ۵ میں آچکا ہے جیسے ق ر ط اس اِرْصَاد۔ فرقہ۔ لِبِالْمِرْصَاد۔ ان سب میں راء کو پُر پڑھیں گے اور تمام قرآن میں اس قاعدے کے یہی چار لفظ پائے جاتے ہیں۔ اور ویسے بھی اس کا پہچاننا آسان ہے۔

(تنبیہ ۲) تیسری شرط کے موافق لفظ کُلُّ فِرْدِی کی راء میں بھی تخم ہوگی لیکن چونکہ قاف پر بھی زیر ہے (۳) اور اس وجہ سے راء دوسروں کے درمیان ہو کر ضعیف ہوگی۔ پس ترفیق جائز رکھی گئی کما فی شرح البحر ریتہ ۱۲ منہ) اسلئے بعضے قاریوں کے نزدیک اس میں ترفیق ہے۔ اور دونوں امر جائز ہیں۔

جمال القرآن مکمل (تنبیہ ۳) تیسری شرط میں جو یہ ۱۷ لکھا ہے کہ اگر ایسی راء کے بعد مع حاشیہ زینت الفرقان اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہوگا تو اُس کو پُر پڑھیں گے تو اسی کلمہ کی قید اس لئے لگائی کہ دوسرے کلمہ میں حروف مستعلیہ کے ہونے کا اعتبار نہ کریں گے جیسے اَنْذِرْ قَوْمَكَ فَاَصْبِرْ صَبْرًا اُس میں راء باریک ہی پڑھیں گے۔

(قاعدہ ۳) اور اگر راء ساکن سے پہلے والے حرف پر حرکت نہ ہو وہ بھی ساکن ہو۔ اور ایسا حالت وقف ۴ (۲) جبکہ وقف بالاسکان یا بالاشام ہو ۱۲ قاری سید محمد یامین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے۔ جیسا ابھی مثالوں میں دیکھو گے۔ تو پھر اس حرف سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو راء کو پُر پڑھو جیسے لَيْلَةُ الْقَدْرِ بِكُمُ الْعُسْرِ کہ ان میں راء بھی ساکن دال اور سین بھی ساکن اور قاف پر زبر اور عین پر پیش ہے اسلئے ان دونوں کلموں کی راء کو پُر پڑھیں گے اور اگر اس پر زیر ہے۔ تو راء کو باریک پڑھو۔ جیسے ذِي الْذِكْرِ کہ راء کو بھی ساکن اور کاف بھی ساکن اور ذال پر زیر ہے اس لئے اس راء کو باریک پڑھیں گے۔ (تنبیہ ۱) لیکن اس راء ساکن سے پہلے جو حرف ساکن ہے اگر یہ حرف ساکن ی ہو تو پھر ی سے پہلے والے حرف کو مت دیکھو بس راء کو ہر حال میں باریک پڑھو خواہ ی سے پہلے کچھ ہی حرکت ہو جیسے خیر ط قِ رِ ط کہ ان دونوں راء کو باریک ہی پڑھیں گے۔

(تنبیہ ۲) اس قاعدہ نمبر ۲ کے موافق لفظ مصر اور عَيْنِ الْقَطْرِ پر جب وقف کیا جائے تو راء کو باریک ہونا چاہیے مگر قاریوں نے ان دونوں لفظوں کی راء کو باریک اور پُر دونوں طرح پڑھا ہے اور اسی لیے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ خود راء پر جو حرکت ہو اس کا اعتبار کیا جاوے پس مصر میں تخم اولیٰ ہے کہ راء پر زبر ہے اور القطر میں ترقیق اولیٰ ہے کہ راء پر زیر ہے۔

(تنبیہ ۳) اس قاعدے نمبر ۳ کی بناء پر سورۃ والفجر میں اِذَا يَسِرُّ ط پر جب وقف ہو اس کی راء مخم ہونا چاہیے لیکن بعض قاریوں نے اس کے باریک پڑھنے کو اولیٰ (۱) لان اصلہ یسری فزفوا الراء لیدل علی الیاء المحذوفۃ لکھا ہے مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ اسلئے اس راء کو قاعدہ مذکورہ کے موافق ہی پڑھنا چاہیے ۲ (۲) کیونکہ قراء محققین مثل علامہ جزری اور شاطبی اور شرح مقدمۃ الجزریۃ والشاطبیۃ وجہد المقل وغیرہ سے اس کی ترقیق ثابت نہیں ہے بلکہ غیث النفع میں اس کے پُر ہی پڑھے جانے کی تصریح ہے۔ حیث قال ومن وقف بغیر یاء ثم الراء الخ اور یہی قاعدہ علامہ شاطبی وغیرہ کے موافق ہے ۱۲ محمد یامین عفی عنہ

(قاعدہ ۴) راء کے بعد ایک جگہ ۳ (۳) عند حفص ۱۲ منہ) قرآن مجید میں امالہ ہے تو راء کی اس حرکت کو زیر سمجھ کر راء کو باریک پڑھیں اور وہ جگہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا ۴ (۲) ہونی الاصل مجراھا بالالف فاملیت ۱۲ منہ) اس راء کو ایسا پڑھیں گے جیسا لفظ قطرے کی راء کو پڑھتے ہیں امالہ اسی کو کہتے ہیں جس کو فارسی والے یائے مجہول کہتے ہیں۔ پس مجرھا کی راء کو باریک پڑھیں (۱) لا ینظر الی انه فی الاصل الف والراء مفتوحة وحکم هذه الراء التفعیم ۱۲ منہ) گے۔

جمال القرآن مکمل (قاعدہ ۵) جو راء وقف کے سبب ۱۸ ساکن ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس مع حاشیہ زینت الفرقان

میں قاعدہ نمبر ۲ و نمبر ۳ کے موافق اس سے پہلے والے حرف کو اور کبھی اس سے پہلے والے حرف کو دیکھ کر اس راء کو باریک یا پُر پڑھنا چاہیے تو اس میں اتنی بات اور سمجھو کہ یہ پہلے والے حرفوں کو دیکھنا اس وقت ہے جب کہ وقف میں اس راء کو بالکل ساکن پڑھا جاوے جیسا وقف کرنے کا عام طریقہ یہی ہے۔ لیکن وقف کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں وہ حرف جس پر وقف کیا ہے بالکل ساکن نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر جو حرکت ہو اس کو بھی بہت خفیف سادا کیا جاتا ہے اور اس کو روم کہتے ہیں اور یہ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے اس کا مفصل بیان لمعہ تیرہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آوے گا۔ سو یہاں یہ بتلانا منظور ہے کہ ایسی راء پر روم کے ساتھ وقف کیا جاوے تو پھر پہلے والے حرف کو نہ دیکھیں گے بلکہ خود اس راء پر جو حرکت ہوگی اس کے موافق پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے وَالْفَجْرِ پر اگر اس طرح سے وقف کریں تو راء کو باریک پڑھیں اور مُنْتَصِرْ پر اگر اس طرح وقف کریں تو راء کو پُر پڑھیں (۲) کیونکہ راء موقوفہ میں جب روم کیا جاوے گا تو اس کی حرکت میں اتنا ضعف ہوگا کہ صرف قریب والا سنے گا۔ لہذا جیسی حرکت ظاہر ہوگی ویسی ہی راء پڑھی جاوے گی (۱۲۔ ابن ضیاعنی عنہ)

## میم ساکن اور مشدّد کے قاعدوں میں

نواں لمعہ (قاعدہ ۱) میم اگر مشدّد ہو اس میں غنہ ضروری ہے، اور غنہ کہتے ناک میں آواز لے جانے کو جیسے لَمَّا اور اس حالت میں اس کو حرف غنہ کہتے ہیں۔  
(فائدہ) غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔ اور الف کی مقدار دریافت کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو بند کر لے یا بند انگلی کو کھول لے اور یہ محض ایک انداز ہے۔ باقی اصل دار و مدار استاد مشاق سے سننے پر ہے۔

(قاعدہ ۲) میم اگر ساکن ہو تو اس کے بعد دیکھنا چاہیے کیا حرف ہے اگر اس کے بعد بھی میم ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی دونوں میمیں ایک ہو جاویں گی اور مثل ایک میم مشدّد کے اس میں غنہ ہوگا (حقیقتہ التجوید) جیسے إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ اور اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں اور اگر میم ساکن کے بعد باء ہے تو وہاں غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا اور اس اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ اس میم کو ادا کرنے کے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جاوے اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری کے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء کو ادا کیا جاوے (جہد المقل) جیسے مَنْ يَّعْتَصِم بِاللّٰهِ اور اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں اور اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء کے سوا اور کوئی حرف ہو تو وہاں میم کا اظہار ہوگا۔ یعنی اپنے مخرج سے بلا غنہ ظاہر کی

(تنبیہ) بعض حفاظ اس اخفاء و اظہار میں بآء اور دآء اور فا کا ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں۔ اور اس قاعدہ کا نام بوف کا قاعدہ رکھا ہے۔ یعنی بعض تو تینوں میں اخفا کرتے ہیں۔ اور بعض تینوں میں اظہار کرتے ہیں اور بعض ان حرفوں کے پاس میم ساکن کو ایک گونہ حرکت دیتے ہیں۔ جیسے عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ يَمُذُّهُمْ فِي یہ سب خلاف قاعدہ ہے۔ پہلا اور تیسرا قول تو بالکل ہی غلط ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے۔ (درۃ الفرید)

## نون ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

دسواں لمعہ۔ اور چھٹے لمعہ کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ تنوین بھی نون ساکن میں داخل ہے۔ وہاں پھر دیکھ لو مگر ان قاعدوں میں نون ساکن کے ساتھ تنوین کا نام بھی آسانی کے لیے دیا جاوے گا۔

(قاعدہ نمبر ۱) نون اگر مشدد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے اور مثل میم مشدد کے اس کو بھی اس حالت میں حرف غنہ کہیں گے۔ نویں لمعہ کا پہلا قاعدہ پھر دیکھو۔

(قاعدہ ۲) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حروف حلقی میں سے کوئی حرف آوے تو وہاں نون کا اظہار کریں گے یعنی ناک میں آواز نہ لے جاویں گے اور غنہ بھی نہ کریں گے جیسے اَنْعَمْتَ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ وَغیرہ اور اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں اور حروف حلقیہ چھ ہیں جو اس شعر میں جمع ہیں:

حرف حلقی چھ سمجھ اے نور عین ہمزہ ہاؤ حاؤ خاؤ عین وغین

چوتھے لمعہ میں مخرج نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ کو پھر دیکھ لو۔ اور اظہار کا مطلب نویں لمعہ کے دوسرے قاعدہ میں پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۳) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آوے جس کا مجموعہ یرملون ہے (۱ ترجمہ اش ایں است خرامش می کنند آں چند مردن ۱۲ منہ) ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی نون اسکے بعد والے حروف سے بدل کر دونوں ایک

جمال القرآن مکمل ہو جاویں گے جیسے مِنْ لَدُنْهُ دیکھو ۲۰ نون کو لام بنا کر دونوں لام کو ایک مع حاشیہ زینت الفرقان

کردیا۔ چنانچہ پڑھنے میں صرف لام آتا ہے۔ اگرچہ لکھنے میں نون باقی ہے مگر ان چھ حرفوں میں اتنا فرق ہے کہ ان میں سے چار حرفوں میں تو غنہ بھی رہتا ہے اور یہ غنہ مثل نون مشدد کے بڑھا کر پڑھا جاتا ہے کہ ان چاروں کا مجموعہ ہے۔ يَنْمُو (ترجمہ اش این است نمو یابد آں یک مردمانہ) جیسے مَنْ يُّؤْمِنُ - بَرَقُ يَجْعَلُونَ وغیر ذلک اور اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں اور دو جوہر گئے یعنی ر۔ ل۔ ان میں غنہ نہیں ہوتا۔ جیسے مِنْ لَدُنْهُ مثال اوپر گزری ہے۔ اس میں ناک میں ذرا بھی آواز نہیں جاتی، خالص لام کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو ادغام بلا غنہ کہتے ہیں اور نویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۲ میں غنہ و ادغام کے معنی پھر دیکھ لو۔ مگر اس ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نون اور یہ حرف ایک کلمہ میں نہ ہوں ورنہ ادغام نہ کریں گے بلکہ اظہار کریں گے جیسے قِنَوَانٌ صِنَوَانٌ بُنَيَانٌ اور تمام قرآن میں اس قاعدہ کے یہی چار لفظ پائے گئے ہیں اور ان میں جو اظہار ہوتا ہے اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۴) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف باء آوے تو اس نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنہ اور اخفاء کے ساتھ پڑھیں گے جیسے مِنْ بَعْدِ سَمِيعٌ بَصِيرٌ اور بعض قرآنوں میں آسانی کے لئے ایسے نون و تنوین کے بعد ننھی سی میم بھی لکھ دیتے ہیں اس طرح مَنْ اَبْعَدُ اور اس بدلنے کو انقلاب اور قلب کہتے ہیں۔ اور اس میم کے اخفاء کا مطلب اور ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو کہ اخفاء شفوی کا تھا۔ نویں لمعہ کا دوسرا قاعدہ پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۵) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان تیرہ حرفوں کے سوا جن کا ذکر قاعدہ نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ میں ہو چکا ہے اور کوئی حرف آوے تو وہاں نون اور تنوین کو اخفاء اور غنہ کے ساتھ پڑھیں گے۔ اور وہ پندرہ حرف ۲ (حروف اخفاء) اشعار میں جمع ہیں ان کو یاد کر لو پندرہ حرفوں میں تم اخفاء کرو: مجھ سے سن لو ان کی تفصیل کر۔ تاؤ تاؤ و جیم و وال و ذال و زاء، سین و شین و صاد و ضاد و طاء و ظاء، فاء و قاف ہیں ہے پندرا، اس کو اخفاء حقیقی ہے لکھا ۱۲ محمد عبداللہ۔) یہ ہیں۔ ت، ث، ج، د، ذ، ر، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک۔ اور الف کو اس لئے شمار نہیں کیا کہ وہ نون ساکن کے بعد نہیں آسکتا (درة الفرید) اور اس اخفاء ۳ (۳ پس جو لوگ نون مخفی کے ادا کرنے میں زبان کی نوک کو تالو سے لگاتے ہیں ان سے اخفاء نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اخفاء کی جگہ اظہار کو اس کی مقدار معینہ سے بڑھا ہوا ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اس کے بعد والے حرف کے مخرج سے نکالتے ہیں ان سے بھی اخفاء ادا نہیں ہوتا بلکہ وہ اخفاء کی ادغام مع الغنہ یعنی ادغام ناقص کرتے ہیں فافہم و تال ۱۲۔ محمد یامین غفرلہ) کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج اصلی (کنارہ زبان اور تالو) سے علیحدہ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر اس طرح پڑھیں کہ نہ ادغام ہو نہ اظہار بلکہ دونوں کے درمیانی حالت ہو۔ یعنی نہ تو اظہار کی طرح اس کے ادا میں سر زبان تالو سے لگے اور نہ ادغام کی طرح بعد والے حرف کے مخرج سے نکلے بلکہ بدوں دخل زبان کے اور بدوں تشدید کے صرف خیشوم سے غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے باقی رکھ کر ادا کیا جائے (افی حقیقته التجوید فالأخفاء حال بین الاظهار والادغام لاتشدید فیہ لانہ لیس فیہ ادغام کلی ولاجزئ وانما ہون لاتظہر النون الساکنۃ عند هذه الحروف والفرق بین المخفی والمدغم ان المخفی مخفف فی



جمال القرآن مکمل الرسم والتلفظ ومخرجه من الخيشوم ۲۱ ومخرج المدغم من المدغم فيه الى مع حاشية زينت الفرقان

آخر ماقال (۲۲۲۰ منہ) (۱) قوله كلى ولا جزئ اه يعنى بها الادغام التام والناقص ۱۲ محمد يمين) اور جب تک اخفاء کی مشق کسی ماہر استاد سے میسر نہ ہو اس وقت تک صرف غنہ ہی کے ساتھ پڑتا رہے کہ دونوں سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہی ہیں۔ اَنْذَرْتَهُمْ قَوْمًا ظَلَمُوا وَغَيْرِهِ۔ مگر پھر بھی آسانی کے لئے اس اخفاء کی ایک دو مثالیں اپنی بول چال کے لفظوں میں بتلائے دیتا ہوں کہ کچھ تو سمجھ میں آ جاوے۔ وہ مثالیں یہ ہیں کنواں۔ کنول۔ منہ۔ اونٹ۔ بانس۔ سینگ۔ دیکھو ان لفظوں میں نون نہ آئے تو اپنے مخرج سے نکلا۔ اور نہ بعد والے حرف میں ہو گیا۔ اور اس نون کے اخفاء کو اخفا حقیقی کہتے ہیں اور نون کے اظہار کو جس کا بیان قاعدہ نمبر ۲ میں ہوا ہے۔ اظہار مطلق کہتے ہیں جس طرح میم کے اخفاء و اظہار کو شغوی کہتے تھے۔ جس کا بیان نویں لمعہ قاعدہ نمبر ۲ میں گزرا ہے۔

## الف اور واو اور یاء کے قاعدوں میں

گیارہواں لمعہ۔ جب کہ یہ ساکن ہوں اور الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور واو ساکن سے پہلے پیش ہو اور یاء ساکن سے پہلے زیر ہو۔ اور اس حالت میں ان کا نام مدہ ہے دیکھو لمعہ ۴ مخرج نمبر ۱ اور کھڑا زبر اور کھڑی زیر اور الٹا پیش بھی حروف مدہ میں داخل ہے کیونکہ کھڑا زبر الف مدہ کی آواز دیتا ہے اور کھڑی زیر یاء مدہ کی اور الٹا پیش واو مدہ کی۔ اب ان قواعد کے بیان میں ہم فقط لفظ مدہ لکھیں گے ہر جگہ اتنے لمبے نام کون لکھے۔ (قاعدہ ۱) اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حروف مدہ اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں وہاں اس مدہ کو بڑھا کر پڑھیں گے اور بڑھا کر پڑھنے کو مدہ کہتے ہیں جیسے سَوَاءٌ، سَوَاءٌ، سَيِّئٌ اور اس کا نام متصل ہے اور اس کو مد واجب (۱) تسمی بالواجب لان کل الائمة یوحیہ ۱۲ محمد یامین غنی عنہ) بھی کہتے ہیں۔ اور مقدار اس کی تین الف یا چار الف ہے۔ اور الف کے انداز کرنے کا طریقہ نویں لمعہ کے فائدہ نمبر ۱ کے قاعدہ میں لکھا گیا ہے۔ پس اس طریقہ کے موافق تین یا چار انگلیوں کو آگے پیچھے بند کر لینے سے یہ اندازہ حاصل ہو جاوے گا۔ مگر یہ مقدار اس مقدار کے علاوہ ہے جو حروف مدہ کی اصلی مقدار ہے۔ مثلاً جَاءٌ میں اگر مد نہ ہوتا تو آخر الف کی بھی تو کچھ مقدار (۲) ایک زبر کو دونا کرنے سے الف ہو جاتا ہے جیسے قتل سے قاتل پس الف کی مقدار ایک زبر کی دونی ہے ۱۱۲ بن ضیاء غنی عنہ الہ آبادی۔) ہے سو اس مقدار کے علاوہ مد کرنے کی مقدار (۳) مثلاً چار الف والی مقدار میں ایک الف اصلی اور تین فرعی ہے ۱۱۲ بن ضیاء) ہوگی۔

(قاعدہ ۲) اگر حروف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حرف مدہ اور وہ ہمزہ ایک کلمہ میں نہ ہوں۔ بلکہ ایک کلمہ کے اخیر میں تو

جمال القرآن مکمل حرف مدہ ہو اور دوسرے کلمہ کے ۲۲ شروع میں ہمزہ ہو۔ وہاں بھی مع حاشیہ زینت الفرقان اس مدہ کو بڑھا کر یعنی مد کے ساتھ پڑھیں گے۔ جیسے اِنَّا اَعْطَيْنَا الَّذِي اَطَعْنَاهُمْ۔ قَالُوا آمَنَّا مگر یہ مد اس وقت ہوگا جب دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں۔ اور اگر کسی وجہ سے پہلے کلمہ پر وقف کر دیا تو پھر یہ مد نہ پڑھیں گے اور اس مد کو مد منفصل اور مد (لا تسمى بالجائز لان بعض الائمة لا يوجبہ ۱۲ منہ) جائز بھی کہتے ہیں اور اسکی مقدار بھی تین یا چار الف (۲) یہ مقدار توسط کی ہے متصل اور منفصل میں نہ طول ہے نہ قصر (۱۱۲ ان ضیا) ہے جیسے متصل کی تھی۔ ان دونوں کی الگ الگ کسی کو پہچان (۳) مد منفصل کی پہچان یہ ہے کہ حرف مد کے بعد ہمزہ ہر جگہ الف کی صورت میں مرسوم ہوگا ججز ہولاء کے (۱۱۲ ان ضیاء) نہ ہو تو فکر نہ کریں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

(قاعدہ ۳) اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سے سکون نہ ہو۔ جیسے النُّن اس میں اول حرف ہمزہ ہے دوسرا حرف الف ہے اور وہ مدہ ہے اور تیسرا حرف لام ساکن ہے اور اس کا ساکن ہونا ظاہر ہے کہ وقف کے سبب سے نہیں ہے۔ چنانچہ اس پر وقف نہ کریں تب بھی ساکن ہی پڑھیں گے تو ایسے مدہ پر بھی مد پر بھی مد ہوتا ہے اور اس کا نام مد لازم ہے۔ اور اس کی مقدار تین الف ہے اور ایسے مد کو کمی مخفف کہتے ہیں۔ (قاعدہ ۴) اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف مشدد ہو جیسے ضالین۔ اس میں الف تودہ ہے اور اس کے بعد لام پر تشدید ہے اس مدہ پر بھی مد ہوتا ہے اور اس کا نام بھی مد لازم ہے اور اس کی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مد کو کمی مشغل کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۵) بعضی سورتوں کے اول میں جو بعضے حروف الگ الگ پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے سورہ بقرہ کے شروع میں الم یعنی الف لام میم۔ ان کو حروف مقطعه کہتے ہیں۔ ان میں ایک تو خود الف ہے۔ اس کے متعلق تو یہاں کوئی قاعدہ نہیں اور اس کے سوا جو اور حروف رہ گئے وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن میں تین حرف ہیں۔ جیسے لام۔ میم۔ قاف۔ نون اور ایک وہ ہیں جن میں دو حرف ہیں۔ ط۔ ہ۔ جن میں دو حرف ہیں ان کے متعلق بھی یہاں کوئی قاعدہ نہیں۔ اور جن میں تین حرف ہیں ان پر مد ہوتا ہے۔ اس کو بھی مد لازم کہتے ہیں۔ اور اسکی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مد کو مد حرفی کہتے ہیں۔ پھر ان میں سے جن حروف مقطعه کے اخیر حرف پر پڑھنے کے وقت تشدید ہے ان کے مد کو مد حرفی مشغل کہتے ہیں۔ جیسے الم میں لام کو جب (۱) ایسے موقع پر قرآن مجید میں سب جگہ لام میم کے ساتھ ہی پڑھا جاتا ہے پس یہ قید واقعی ہے نہ احترازی (۱۲ محمد یامین) میم کے ساتھ پڑھتے ہیں تو اس کے اخیر میں تشدید پیدا ہوتی ہے اور جن میں تشدید نہیں ہے ان کے مد کو مد حرفی مخفف کہتے ہیں جیسے الم میں میم کے اخیر میں تشدید نہیں ہے۔

(تنبیہ ۱)، تین حرفی مقطعات میں جن میں مد پڑھنا بتلایا گیا ہے۔ اکثر میں تو بیچ کا حرف مدہ ہی ہے۔ جس کے بعد



جمال القرآن مکمل کہیں تو حرف ساکن ہے۔ جیسے ۲۳ میم میں ی مدہ ہے اور اس کے مع حاشیہ زینت الفرقان بعد میم ساکن ہے اور کہیں حرف مشدد ہے جیسے لام میں الف مدہ ہے۔ اور اس کے بعد میم مشدد ہے اور مدہ پر ایسے مواقع میں ہمیشہ مد ہوتا ہی ہے۔ تو ان میں تو مدہ ہونا عام قاعدہ کے موافق ہے۔ البتہ جن تین حرفی مقطعات میں بیچ کا حرف مد نہیں ہے۔ جیسے کھعص مے ع ہے وہاں مد ہونا اس عام قاعدے کے موافق نہیں ہے۔ اور اسی واسطے اگر مد نہ کریں تب بھی درست ہے لیکن افضل یہی ہے کہ مد کریں اور اس کو مد لازم لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ ۲) جو حروف مقطعات اخیر میں ہیں ان پر مد اس وقت ہے جب اس پر وقف کریں اور اگر مابعد سے ملا کر پڑھیں (۱) جب کہ سکون لازم کے بعد پھر کوئی ساکن حرف آنے سے پہلا حرف ساکن متحرک ہو جائے ورنہ مابعد حرکت ہوتے ہوئے وصل میں بھی مد کرنا ضروری ہے ۱۲ ابن ضیاء) تو پھر مد کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ جیسے سورہ آل عمران میں آلم کے میم کو اگر اللہ سے ملا کر پڑھیں تو مد کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ (قاعدہ ۶) اگر حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی نہ ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سکون ہو گیا ہو (اور یہ ساکن مقابل ہے اس ساکن کا جو قاعدہ نمبر ۳ کے شروع میں مذکور ہوا ہے) تو اس مدہ پر مد کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی درست ہے لیکن کرنا بہتر ہے۔ جیسے الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لا پر اور اس کو مد وقفی اور مد عارض بھی کہتے ہیں۔ اور یہ مد تین الف کے برابر ہے اور اس کو طول بھی کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ دو الف کے برابر مد کریں اور اس کو توسط کہتے ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ بالکل مد نہ کریں۔ یعنی ایک ہی الف کے برابر پڑھیں کہ اس سے کم میں حرف ہی نہ رہے گا (آگے تنبیہ سوم دیکھو) اس کو قصر کہتے ہیں اور اس میں افضل طول ہے پھر توسط پھر قصر۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ ان تینوں میں سے جو طریقہ اختیار کرو ختم تلاوت تک اسی کے موافق کرتے چلے جاؤ۔ ایسا نہ کرو کہ کہیں طول کہیں قصر کہ یہ بد نما ہے۔ اور یہ مد بھی جائز کی ایک قسم ہے اور جہاں خود مدہ پر وقف ہو وہاں یہ مد نہیں ہوتا جیسے لوگ غَفُورًا ط شَكُورًا پر وقف کر کے مد کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

(تنبیہ ۱) مد عارض جس طرح مدہ پر جائز ہے اسی طرح لین پر بھی جائز ہے یعنی واؤ ساکن جس سے پہلے زبر ہو اور یاء ساکن جس سے پہلے زیر ہو (دیکھو لمعہ ۵ نمبر ۱۳) جیسے وَالصَّيْفُ بِرِيَامٍ خَوْفٍ پر وقف کریں اور جس طرح مد یعنی طول جائز ہے اسی طرح توسط اور قصر بھی۔ مگر اس میں افضل قصر ہے۔ پھر توسط پھر طول اور اس کو مد عارض لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ ۲) حرف لین کے متعلق ایک قاعدہ لمعہ ۱۱ قاعدہ نمبر ۵ تنبیہ نمبر ۱ میں بھی گزرا ہے دیکھ لو۔ کیونکہ وہاں حروف مقطعه میں سے جو عین (۱) مثل حم عسق کا عین اس کو مد لازم لین کہتے ہیں اس میں طول اولیٰ اور قصر ضعیف ہے ۱۲ ابن ضیاء زاروی الہ آبادی) ہے اسکی یاء حرف

(تنبیہ ۳) یہاں تک جتنی قسمیں مد کی مذکور ہوئیں۔ یہ سب مد فرعی کہلاتی ہیں۔ یعنی چونکہ اصل حرف سے زائد ہیں اور ایک مد اصلی ہے اور اس کو ذاتی اور طبعی بھی کہتے ہیں۔ یعنی الف اور واؤ اور یاء کی اتنی مقدار کہ اگر اس سے کم پڑھیں تو وہ حرف ہی نہ رہے بلکہ زبر یا پیش یا زیرہ جائے اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

(قاعدہ ۷) یہ قاعدہ حرف مدہ میں سے صرف الف کے متعلق ہے وہ یہ کہ الف خود باریک پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اگر کوئی حرف پُر ہو یعنی یا تو حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جن کا بیان لمعہ ۵ صفت نمبر ۵ میں گزر چکا ہے یا حرف راء ہو جو کہ مفتوح ہونے سے پُر ہو جاوے گی۔ یا پُر لام ہو جیسے لفظ اللہ کا لام ہے جب کہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو ان صورتوں میں الف (۲) جانا چاہیے کہ واؤ مدّہ کا بھی یہی حکم ہے جو یہاں پر الف کا بیان کیا گیا ہے۔ عند صاحب جہد المقل اور یہ بھی معمول بہ قراء کا ہے جیسے وَالطُّور میں واؤ عثمانی پُر پڑھی جاتی ہے ۱۲ قاری محمد یامین) کو بھی موٹا پڑھیں گے۔

اور جانا چاہیے کہ ان حرفوں کے پُر ہونے میں بھی تفاوت ہے۔ تو ویسا ہی تفاوت اس الف کے پُر ہونے میں بھی ہوگا جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے۔ سو سب سے زیادہ تو اسم اللہ کا لام ہے۔ اس کے بعد طاء اس کے بعد صاد اور ضاد ان کے بعد طاء اس کے بعد قاف اس کے بعد غین اور خاء ان کے بعد راء (حقیقۃ التجوید نمبر ۲۳ ۳) (۳) وفيها ناذا وقع بعد هارای الحروف المفخمة الف فخم الالف لانه تابع اما قبلها بخلاف اخيتها فانه اذا وقع بعدها واؤياء فلا يوشر تفخيما الخ (۱۲ منہ۔ صفحہ نمبر ۲۹)

## ہمزہ کے قاعدوں میں

بارہواں لمعہ۔ اس کے بعض قاعدے تو بدوں عربی پڑھے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اسلئے صرف دو موقع کے قاعدے لکھ دیتا ہوں کہ سب قرآن پڑھنے والوں کو اس کی ضرورت ہے۔ (قاعدہ نمبر ۱) چوبیسویں سپارے کے ختم کے قریب ایک آیت میں یہ آیا ہے۔ ءَ اَنْجَمِيْ سَوَاسْ كَا دَوْسَرَا حَزْرَهْ ذِرَا نَزْمِ كَرِ كِيْ پڑھو اس کو تسہیل کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۲) سورہ حجرات کے دوسرے رکوع میں یہ آیا ہے۔ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوقُ سَوَاسْ كَا سَطْرَحْ پڑھو کہ بئس کے سین پر تو زبر پڑھو اور اس کے بعد کسی حرف سے نہ ملاؤ پھر لام جو اس کے بعد لکھا ہے اس کو زبر دے کر بعد کے

جمال القرآن مکمل سین سے ملا دو پھر میم کو اگلے لام ۲۵ سے ملا دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ الاسم مع حاشیہ زینت الفرقان کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکل الف لکھے ہیں ان کو بالکل مت پڑھو۔

## وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں

تیرواں لمحہ۔ اصل فن تجوید تو مخارج اور صفات کی بحث ہے جو بفضلہ تعالیٰ بقدر ضرورت اوپر لکھی گئی۔ باقی اور تین علم اس فن کی تکمیل ہیں۔ علم اوقاف، علم قرأت، علم رسم خط، چنانچہ علم اوقاف کی ایک بحث (۱) البحث الاخر اقسام الوقف من الحسن والبقيع والتام وغيره (جهد المقل) لم اذكره كالباقين لانها لا تتعلق بالتجويد ۱۲ منہ) وقف کرنے کے قواعد ہیں۔

(قاعدہ ۱) جو شخص معنی نہ سمجھتا ہو اس کو چاہیے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے۔ بلا ضرورت بیچ میں نہ ٹھہرے، البتہ اگر بیچ میں سانس ٹوٹ جاوے تو مجبوری ہے پھر اگر مجبوری سے ایسا ہو تو چاہیے کہ جس کلمہ پر ٹھہر گیا تھا اس سے یا اوپر سے پھر لوٹا کر اور مابعد سے ملا کر پڑھے اور اس کا سمجھنا کہ اسی کلمہ سے پڑھوں یا اوپر سے بدوں معنی سمجھے ہوئے مشکل ہے۔ جب تک معنی سمجھنے کی لیاقت نہ ہو شبہ کے موقع میں کسی عالم سے پوچھ لے۔ اور ایسی مجبوری کے وقف میں ایک اس کا خیال رہے کہ کلمہ کے بیچ میں وقف نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کے ختم پر ٹھہرے اور یہ بھی جان لو کہ وقف کرنا حرکت پر غلط ہے۔ جیسا اکثر لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کا سانس سورہ بقرہ کے شروع میں بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ کے کاف پر ٹوٹ گیا تو اس وقت کاف کو ساکن کر دینا چاہیے۔ زبر کے ساتھ وقف نہ کریں۔ اسی طرح بے سانس توڑے وقف نہیں ہوتا۔ جیسا بعض لوگ آیت کے ختم پر ساکن حرف پڑھتے ہیں۔ اور بے سانس توڑے دوسری آیت شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی بے قاعدہ ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی مجبوری میں جو کسی کلمہ پر وقف کرو تو وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اسی کے موافق وقف کرو۔ اگرچہ وہ دوسری طرح پڑھا جاتا ہو۔ پڑھنے کے موافق نہ کریں گے مثلاً اَنَّا میں جو الف نون کے بعد ہے وہ ویسے پڑھنے میں تو نہیں آتا لیکن اگر اس کلمہ پر وقف کیا جاوے گا تو پھر اس الف کو بھی پڑھیں گے اور پھر جب اس کلمہ کو لوٹاویں گے تو اس وقت چونکہ مابعد سے ملا کر پڑھیں گے۔ اسلیے یہ الف نہ پڑھا جاوے گا۔ ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو اس میں بڑے بڑے حافظ غلطی کرتے ہیں۔

(تنبیہ) قاعدہ مذکورہ کے اخیر میں جو لکھا گیا ہے کہ وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اس کے موافق ٹھہرو۔ اس قاعدہ سے یہ

جمال القرآن مکمل الفاظ مستثنیٰ ہیں اَوِيعْفُوا سورة ۲۶ بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں اور مع حاشیہ زینت الفرقان اَن تَبُوءَ سورة مائدہ کے پانچویں رکوع میں اور لَتَلْتَلَوْا سورة رعد کے چوتھے رکوع میں اور لَن تَدْعُو سورة کہف کے دوسرے رکوع میں اور لِيرَبُّو سورة روم کے چوتھے رکوع میں اور لِيلِيْلُو سورة محمد کے اول رکوع میں اور نَبَلُّو سورة محمد کے چوتھے رکوع میں اور ثَمُوْدَا چار جگہ سورة هود سورة فرقان اور سورة عنكبوت اور سورة نجم میں۔ اور دوسرا قَوَّارِير سورة دہر کے پہلے رکوع میں۔ ان سب الفاظ میں الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا۔ نہ وصل میں نہ وقف میں اور لَفْظًا خاص سورة کہف میں اور اَلْظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِيْلَا یہ تینوں سورة احزاب میں سَلَا سَلَا اور پہلا قَوَّارِير اے دونوں سورة دہر میں اور لَفْظًا اَنَا جہاں کہیں آوے تمام قرآن میں ان تمام لفظوں میں بحالت وصل الف نہیں پڑھا جاتا اور حالت وقف میں الف پڑھا جاتا ہے۔ مگر خاص لفظ سَلَا سَلَا کو حالت وقف میں بدون الف پڑھنا بھی مروی ہے یعنی سَلَال۔

(قاعدہ ۲) جس کلمہ پر وقف کیا ہے اگر وہ ساکن ہے تب تو اس میں کوئی بات بتلانے کی نہیں اور اگر وہ متحرک ہے (یعنی متحرک بحرکت اصلیہ کیونکہ جہاں حرکت عارضی ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ عنقریب قاعدہ نمبر ۵ میں آتا ہے ۱۲ محمد یامین۔) ہے تو اس پر وقف کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو یہی جو سب جانتے ہیں کہ اس کو ساکن کر دیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر جو حرکت ہے اس کو بہت خفیف سا ظاہر کیا جاوے اس کو روم کہا جاتا ہے۔ اور اندازہ اس حرکت کا تہائی حصہ ہے اور یہ زبر میں نہیں ہوتا ہے۔ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے جیسے بِسْمِ اللہ کے ختم پر میم پر بہت ذرا سا زیر پڑھ دیا جاوے کہ جس کو بہت پاس والا سن سکے یا نَسْتَعِيْنُ کے نون پر ایسا ہی ذرا سا پڑھ دیا جاوے اور رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کے نون پر چونکہ زبر ہے یہاں ایسا نہ کریں گے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس حرکت کا اشارہ صرف ہونٹوں سے کر دیا جاوے یعنی پڑھا بالکل نہ جاوے بلکہ اس حرکت کے ظاہر پڑھنے کے وقت ہونٹ جس طرح بن جاتے ہیں اسی طرح ہونٹوں کو بنایا جاوے اور اس حرف کو بالکل ساکن ہی پڑھا جاوے۔ اور یہ اشٹام کہلاتا ہے اور اس کو پاس والا بھی نہیں سن سکتا۔ کیونکہ اس میں حرکت زبان سے تو ادا ہوئی نہیں البتہ آنکھوں والا پڑھنے والے کے ہونٹ دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ اس نے اشٹام کیا ہے اور اشٹام صرف پیش میں ہوتا ہے اور زبر زیر میں نہیں ہوتا۔ مثلاً نَسْتَعِيْنُ کے نون پر پیش ہے اس پیش کو پڑھا تو بالکل نہیں نون کو بالکل ساکن پڑھا مگر ہونٹوں کو نون ادا کرنے کے وقت ایسا بنا دیا جیسا پیش پڑھنے کے وقت بن جاتے ہیں یعنی ذرا چونچ سی بنا دی۔ (قاعدہ ۳) جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو وہاں بھی روم جائز ہے مگر حرکت ظاہر کرنے کے وقت تنوین کا کوئی حصہ ظاہر نہ کیا جاوے گا (تعلیم الوقف حضرت قاری عبد اللہ صاحب لکھی۔)

(قاعدہ ۴) تاء جو کہہ کی شکل میں گول لکھی جاتی ہے مگر اس پر نقطے بھی دیے جاتے ہیں اگر ایسی تاء پر وقف ہو تو وہاں

جمال القرآن مکمل دو باتوں کا خیال رکھو۔ ایک تو یہ ۲۷ کہ اس کوہ کے طور پر پڑھو مع حاشیہ زینت الفرقان دوسرے یہ کہ وہاں روم اور ایشام مت کرو (تعلیم الوقف)

(قاعدہ ۵) روم اور ایشام حرکت عارضی پر نہیں ہوتا ہے جیسے وَلَقَدْ اسْتَهْزِئْ میں کوئی شخص لَقَدْ پر وقف کرنے لگے تو دال کو ساکن پڑھنا چاہیے اس کے زیر میں روم نہ کریں کیونکہ عارضی ہے (تعلیم الوقف) اور اس کو بھی عربی والے جان سکتے ہیں۔ تم کو جہاں جہاں شبہ ہو کسی عالم سے پوچھ لو۔

(قاعدہ ۶) جس کلمہ پر وقف کرو اگر اس کے اخیر حرف پر تشدید ہو تو روم اور ایشام میں تشدید بدستور باقی رہے گی (تعلیم الوقف)

(قاعدہ ۷) جس کلمہ پر وقف کیا جاوے اگر اس کے اخیر حرف پر زبر کی تنوین ہو تو حالت وقف میں اس تنوین کو الف سے بدل دیں گے جیسے کسی نے فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً پر وقف کیا تو اس طرح پڑھیں گے۔ نِسَاءً

(قاعدہ ۸) جس مدوثی کا بیان گیارہویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۶ میں ہوا ہے۔ اگر روم کے ساتھ وقف کیا جاوے اس وقت وہ مد نہ ہوگا مثلاً الرَّحِيمُ يَسْتَعِينُ میں اگر پیش یا زیر کا ذرا سا حصہ ظاہر کر دیں تو پھر مد نہ کریں گے (تعلیم الوقف)

## فوائد متفرقة ضروریہ کے بیان میں

چودھواں لمعہ۔ اور گوان میں سے بعض بعض فوائد پر بھی معلوم ہو گئے ہیں مگر چونکہ دوسرے مضامین کے ذیل میں بیان ہوئے تھے۔ شاید خیال نہ رہے اس لیے ان کو پھر لکھ دیا اور زیادہ تر نئے فائدے ہیں۔

(فائدہ ۱)، سورہ کہف کے پانچویں رکوع میں لِكِنَّا هُوَ اللّٰهُ لِكِنَّا میں الف لکھا ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا البتہ اگر اس پر کوئی وقف کر دے تو اس وقت پڑھا جاوے گا۔

(فائدہ ۲) سورہ دہر کے شروع میں سَلَا سَلَا یعنی دوسرے لام کے بعد بھی الف لکھا تو ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ وقف کی حالت میں الف کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے اور پہلے لام کے بعد جو الف لکھا ہے وہ ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔

(فائدہ ۳) اسی سورہ دہر میں وسط کے قَرِيبَ قَوَارِيرًا قَوَارِيرًا دودفعہ ہے۔ اور دونوں کے اخیر میں الف لکھا ہے سو



جمال القرآن مکمل ان کا قاعدہ یہ ہے کہ دوسری جگہ تو ۲۸ کسی حال میں الف نہیں پڑھا مع حاشیہ زینت الفرقان  
جاوے گا اور وقف نہ کرو تو الف نہیں پڑھا جاوے گا اور زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ کو وقف کرتے ہیں دوسری جگہ  
نہیں کرتے تو اس صورت میں پہلی جگہ الف پڑھو دوسری جگہ مت پڑھو۔  
(فائدہ ۴) قرآن میں ایک جگہ امالہ یعنی سورہ ہود میں جو بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرُہَا ہے اس کا بیان لمعہ نمبر ۸ قاعدہ نمبر ۴ میں  
دیکھ لو۔

(فائدہ ۵) سورہ حم سجدہ میں ایک جگہ تسہیل ہے ءِ اُنْجٰی اس کا بیان بارہویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۱ میں گزرا ہے دیکھ لو۔

(فائدہ ۶) سورہ حجرات میں بِئْسَ الْاَسْمُ میں الاسم کا ہمزہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس کے لام کو اس کے سین سے  
ملادیتے ہیں اس کا بیان بھی بارہویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۲ میں گزرا ہے۔

(فائدہ ۷) لَئِنْ بَسَطْتَ اور اَحَطْتَ اور مَافَرَطْتَ اور مَافَرَطْتَ میں ادغام ناتمام ہوتا ہے۔ یعنی طاء کو تاء کے  
ساتھ ملا کر مشدّد کر کے اس طرح پڑھا جاوے کہ طاء اپنی صفت استعلاء واطباق کے ساتھ بدوں قلقلہ کے پُر ادا ہوا  
ورتاء باریک ادا ہو۔ اور اَلَمْ نَخْلُقْکُمْ میں بہتر یہی (۱) ویجوز الناقص ایضا وہاں یبقی بعض صفات المدغم ۱۲ منہ) ہے  
کہ پورا ادغام کیا جاوے۔ یعنی قاف بالکل نہ پڑھا جاوے بلکہ قاف کو کاف سے بدل کر اور دونوں کو ملا کر مشدّد کر کے  
پڑھا جاوے۔

(فائدہ ۸) ن والقلم اور یسین والقران الحکیم میں نون اور سین کے بعد جو واؤ ہے یرملون کے قاعدہ کے موافق  
جس کا ذکر دسویں لمعہ کے قاعدہ نمبر ۳ میں آچکا ہے اس واؤ میں ادغام ہونا چاہیے۔ مگر ادغام نہیں کیا جاتا۔ ۲ (۲) عند حفص ۱۲  
منہ)

(فائدہ ۹) سورہ یوسف کے دوسرے رکوع میں ہے لَا تَأْمَنَّا سَمِیْ نون پر ایشام کیا کرو۔  
(فائدہ ۱۰) قرآن مجید میں کہیں کہیں لکھا ہوا پاؤ گے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ذرا ٹھہر جاؤ مگر سانس مت توڑو  
اور باقی سب قاعدے اس میں وقف کے جاری ہونگے۔ ۳ (۳) اختیارہ لانہ سہل علی الاطفال ویجوز الروم ایضا لاتامننا  
ولایجوز الادغام المحض ۱۲ منہ) مثلاً سورہ قیامہ میں ہے مَن سکتہ راق تو یرملون کے موافق مَن کے نون کا ”ر“ میں ادغام  
ہو جاتا ہے مگر ادغام نہیں ہوا۔ کیونکہ جب سکتہ کو بجائے وقف کے سمجھا تو گویا نون اور راء میں اتصال نہیں رہا اس لئے  
ادغام نہیں ہوا۔ اسی طرح سورہ کہف میں ہے عَوْ جَاطَسْتَه قَیْمًا تو اگر عَوْ جا پر وقف نہ کریں۔ اور ما بعد سے ملا کر پڑھیں  
تو اخفاء نہیں ہوگا۔ بلکہ زبر کی تنوین کو الف سے بدل کر سکتہ کیا جاوے گا اور تمام قرآن شریف میں حفص کی روایت میں  
کل سکتے چار ہیں۔ ایک سورہ قیامہ میں دوسرا سورہ کہف میں جو کہ مذکور ہوئے تیسرا سورہ یسین میں مَن مَرَّ قَدْنَا کے

جمال القرآن مکمل الف پر جب کہ مابعد سے ملاکر ۲۹ پڑھا جائے۔ اور چوتھا سورہ مع حاشیہ زینت الفرقان  
مطففین میں کَلَّا بَل کے لام ساکن پر بس ان کے سوا سورہ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتے نہیں۔

(فائدہ ۱۱) قرآن میں جہاں پیش آوے اس کو واؤ معروف کی سی بودے کر پڑھو اور جہاں زیر آوے اس کو یائے معروف کی سی بودے کر پڑھو ہمارے ملک میں پیش کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ مجہول پیدا ہوتی ہے اور زیر کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دو تو یائے مجہول پیدا ہوتی ہے تو یہ بات عربی زبان کے خلاف ہے۔ ایسا مت کرو بلکہ پیش کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ معروف پیدا ہوا اور زیر کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو یائے معروف پیدا ہوا اور زیر اور پیش کے اس طرح ادا ہونے کو ماہر استاد سے سن لو۔ لکھا ہوا دیکھنے سے سمجھ میں شاید نہ آیا ہو۔

(فائدہ ۱۲) جب واؤ مشدد یا کہ یاء مشدد پر وقف ہو تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھانا چاہیے تاکہ تشدید باقی رہے جیسے  
عَدُوٌّ اور عَلَى النَّبِيِّ ط

(فائدہ ۱۳) سورہ یوسف میں ہے۔ لِيَكُونَا مِنَ الصَّاغِرِينَ ط اور سورہ اقرآء میں ہے لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ اگر  
لِيَكُونَا اور لَنَسْفَعًا پر وقف کرو تو الف (ا) وان كان خلاف القياس لانها نون خفيفة لكن الوقف يكون تابعاً للرسم ۱۲۔ هذا القاعدة اكثرية لأكلية فان ثمودا بالالف اذا وقف عليه لا يكون وقفة تابعاً للرسم ۱۲۔ قاری محمد یامین) سے پڑھو یعنی تنوین مت پڑھو۔

(فائدہ ۱۴) چار لفظ قرآن مجید میں ہیں کہ لکھے تو جاتے ہیں صاد سے اور اس صاد پر چھوٹا ساس بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس کا قاعدہ سمجھ لو ایک تو سورہ بقرہ میں ہے يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ دوسرا سورہ اعراف میں فِي الْخَلْقِ بَصْطُهُ ان دونوں جگہوں میں س پڑھو۔ تیسرا سورہ طور میں اَمْ هُمُ الْمُصْطِطُونَ اس میں چاہے س پڑھو چاہے صاد پڑھو۔ چوتھا سورہ غاشیہ میں بِمُصِطِرٍ اس میں صاد پڑھو۔

(فائدہ ۱۵) کئی مواقع قرآن مجید میں ایسے ہیں کہ لکھا ہوا تو ہے لا اور پڑھا جاتا ہے ل پڑھتے وقت ان کا بہت خیال رکھو ایک سورہ عمران میں لَا اِلٰهَ تَحْشَرُونَ دوسرا سورہ توبہ میں وَلَا اَوْضَعُوا تیسرا سورہ نمل میں اَوْ لَا اَذْبَحْنَهُ چوتھا الصَّفْتِ مِیْن لَا اِلٰهَ الْجَحِيمِ پانچواں سورہ حشر میں لَا اَنْتُمْ اَشْدَّ اسی طرح سورہ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں لکھا ہوا ہے۔ اَفَا نِیْنِ اور پڑھا جاتا ہے اَفَنِّیْنِ اور چند مقامات میں لکھا ہوا تو ہے مَلَا ئِکَہ اور پڑھا



جمال القرآن مکمل جاتا ہے۔ مَلَنِہ اور سورہ کہف کے ۳۰ چوتھے رکوع میں لکھا ہوا تو ہے مع حاشیہ زینت الفرقان  
لَشَائِیْ اور پڑھا جاتا ہے لَشَائِیْ اور بعض جگہ لکھا ہوا ہے نَبَایِ اور پڑھا جاتا ہے نَبَیْ

(تنبیہ) مذکورہ قاعدے اکثر تو وہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں اور جن میں اختلاف ہے ان میں سے امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے قواعد لکھے ہیں جن کی روایت کے موافق ہم لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور انہوں نے قرآن مجید حاصل کیا ہے۔ امام عاصم تابعی سے اور انہوں نے زر بن حبیش اسدیؓ (ازد بالکسر و شدت راء و حبیش بالضم و فتح ثانی و سکون ثالث مصغر کما فی المعنی والتقریب ۱۲ منہ) اور عبداللہ بن حبیب سلمیؓ سے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ان سب حضرات نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

خاتمہ:- چاند کا پورا لمعہ بھی چودھویں رات کو ہوتا ہے اور یہاں بھی چودھویں کے ختم پر سب مضامین پورے ہو گئے۔ اس لئے یہاں پہنچ کر رسالہ کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرمادے۔ طالب علموں سے خصوص بچوں سے خصوص قدوسیوں سے رضائے مولیٰ کی دعا کا طالب ہوں۔

اشرف علی عفی عنہ ۵، صفر ۱۳۳۴ھ